● شاہد تسنیم، ایم اے

استحکام پاکستان اور مرزائیل

○

قادیانیت کی تاریخ پر اجمالی نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس تحریک کی بنیاد برطانوی سامراج کی حاشیہ برداری اور برصغیر میں اسلامی اقتدار کے خاتمہ کے لئے ڈالی گئی تھی برطانوی نوآبادیت پسندوں نے ظلی نبوت کے نام پر اٹھنے والی اس مذہبی تحریک کی پوری پوری پشت پناہی کی اور اسے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب، تقاریر، مکتوبات اور ملفوظات کو پڑھیں جگہ جگہ برطانوی سامراج کی ذلیل خوشامد اور ان کی اطاعت کا درس ملتا ہے۔ ۱۹۰۸ء تک آپ نے اس مشن کی بطور احسن تکمیل کی اس کے بعد مولوی نورالدین بھیروی یہ خدمت بجالاتے رہے۔

۱۹۱۴ء میں حکیم نورالدین کے مرنے کے بعد قادیانی تحریک دو گروہوں میں بٹ گئی۔ قادیان کی گدی مرزا بشیرالدین محمود نے سنبھالی اور لاہور میں خواجہ کمال الدین گروپ کے قادیانی اپنا کھڑاگ رچانے لگے، مرزا محمود نے حکیم نورالدین کے عہد خلافت (۱۹۰۸–۱۹۱۴) ہی سے برطانوی سامراج کی خدمت کا بیڑا اٹھالیا تھا، تحریک پاکستان کے مشہور واقعے یعنی کان پور میں مسجد کی شہادت کے معاملے میں آپ نے کھلم کھلا برطانوی سامراج کی طرفداری کی [۱] اور بلاواسطہ طور پر مستقبل کی خلافت کے لئے سرکار انگلشیہ کی چشم عنایت کے طلبگار ٹھہرے۔

---

[۱] دیکھئے تاریخ احمدیت جلد پنجم

تخت خلافت سنبھالنے کے بعد آپ نے ایک طرف ترکوں کے مغلوب ہونے کا پروپیگنڈا شروع کیا تو دوسری طرف جنگِ عظیم اوّل میں برطانوی سامراج کی فتح و نصرت کے لئے دعائیں[1] آپ نے دلی جوش اور "خدا اور رسولؐ کے حکم" کے تحت برطانیہ کے اقتدار کے تحفظ کے لئے اپنی زیادہ سے زیادہ خدمات پیش کیں، قادیانی اپنے خلیفہ کے ارشاد پر سامراج کی خدمت میں مصروف رہے، کیونکہ ان کے فوائد برطانوی سامراج کے غلبہ سے اس قدر متحد ہو گئے تھے کہ سامراج کی تباہی در اصل قادیانی تحریک کی پامالی تھی[2] اس جوش وفاداری میں قادیانیوں نے ترکوں کے خلاف زہر افشانی کی، سامراج کی خدمت کے احساس سے مغلوب ہو کر مرزا محمود نے فرمایا:-

"جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر فرماں برداری کی جائے تھوڑی ہے ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مؤذن بنتا، اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنیٹر ہو کر جنگ یورپ میں چلا جاتا۔[3]

ترکی خلافت کے بارے میں قادیانی خلیفہ نے جو رویہ اپنایا اور مختلف سیاسی تحریکوں کو برطانوی سامراج کے ایماء سبوتاژ کرنے کی جو کاروائیاں کیں ان سے قادیانی تحریک کے حقیقی خدوخال کا علم ہوتا ہے۔ اور سامراج کے اقتدار کے تحفظ کے لئے ان کا روائیوں سے قادیانیت کی حقیقی غرض و غایت کا علم ہوتا ہے۔ ۱۹۳۰ء میں قادیانیوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں جو کردار ادا کیا اس نے قادیانیت کے حقیقی روپ کو آشکار کر دیا اور مرزا محمود کی کشمیریوں کے لئے ہمدردی کا پردہ چاک کر دیا، برطانوی سامراج نے مرزا محمود کے ایماء پر سر ظفر اللہ قادیانی کو ہندوستانی سیاست کے ایک اہم مہرے

---

[1] دیکھئے تاریخ احمدیت جلد پنجم

[2] الفضل قادیان مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۱۸ء

[3] انوار خلافت، تقریر مرزا محمود ص ۹۶

کے طور پر استعمال کیا، اس زمانے میں گول میز کانفرنسوں کا چرچا تھا، پنجاب میں سر فضل حسین کا طوطی بول رہا تھا انھوں نے برطانوی سامراج کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ ایک قادیانی ٹوڈی سے کسی طرح کم نہ تھیں آپ سر ظفر اللہ کے محسن اور ان کے سیاسی مربی تھے، آپ نے ڈاکٹر شفاعت احمد خان اور سر ظفر اللہ کو ایک سازش کے ماتحت گول میز کانفرنس میں نمایندگی دلائی تاکہ محمد علی جناح کی جرأت مندانہ آواز کو دبایا جائے۔ ۱۰ مئی ۱۹۳۰ء کو یو۔ پی کے گورنر سر میلکم ہیلی کے نام سر فضل حسین کا خط ملاحظہ ہو:۔

"صاف بات یہ ہے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ کانفرنس میں صرف جناح تقریر کرے اور اسے ٹوکنے والا کوئی نہ ہو ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر جناح اپنی تقریروں میں ایسے خیالات کا اظہار کرنے لگ جائے جو محض اس کے ذاتی خیالات ہیں اور جن سے ہندوستانی مسلمان قطعاً متفق نہیں تو پھر کانفرنس میں ایک آدھ ایسا مضبوط اور نڈر آدمی ضرور ہونا چاہیے جو کھڑا ہو کر جناح کو دو بدو جواب دے سکے اور یہ کہہ سکے کہ جناح کے خیالات ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات نہیں ہیں بلاشبہ یہ کام مشکل بھی ہے اور ناگوار بھی بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ اس نمایندے کی جس کے خیالات کی تردید منظور ہے حیثیت بہت بلند ہو مجھے یقین ہے کہ شفاعت احمد اور ظفر اللہ اس فرض کی بجا آوری سے قطعاً دریغ نہیں کریں گے۔ شفیع کے متعلق مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس نے جناح کی مخالفت میں کچھ کہا تو مبادا اسے ذاتی رقابت پر محمول کیا جائے۔" [۱]

سر ظفر اللہ نے پہلی کانفرنس میں ہی اپنے جوہر دکھلائے، برطانوی سامراج اور قادیانی وفاداروں کے افسوسناک رویہ کے باعث قائداعظمؒ نے ہندوستانی سیاست سے علیحدگی کا فیصلہ کیا ادھر سر ظفر اللہ نے پہلی گول میز کانفرنس سے واپس آکر مسلم لیگ کو قادیانی پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کرنے کے جتن کئے۔ مسلمانوں نے قادیانی سازش کو بھانپ لیا اور آل انڈیا

---

[۱] اقبال کے آخری دو سال، ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی ص ۲۵۹

مسلم لیگ پر قادیانی تسلط کے خلاف تحریک چلا کر ہال پر قبضہ کر لیا[1] مسلم لیگ مختلف دھڑوں میں بٹ گئی، سر ظفر اللہ نے ایک مرزائی کے مکان پر اجلاس منعقد کر کے اس کی کارروائی اخبارات کو بھجوا دی واضح رہے کہ ۱۹۲۴ء میں بھی قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے مسلم لیگ کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی، مرزا محمود مسلم لیگ کی منفرد حیثیت کو ختم کر کے اسے ایک ایسی جماعت بنانا چاہتے تھے جس پر سرکار پرستوں اور قادیانی گماشتوں کا تسلط ہو۔[2]

گول میز کانفرنس میں کیمبرج کے طالب علم چودھری رحمت علی مرحوم کے رسالے "اب یا کبھی نہیں" میں پیش کردہ پاکستان کی سکیم زیر بحث آئی، اس سکیم پر بڑی لے دے ہوئی سر ظفر اللہ نے اس سکیم کو طلباء کی سکیم قرار دیا اور اسے ایک ناقابل عمل سکیم اور واہمہ قرار دیا[3] سر ظفر اللہ کی ایسی ہی خدمات تھیں جن کی بدولت وہ ۱۹۳۴ء میں وہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر بنے اور لندن کے پارک لین ہوٹل میں وزیر ہند سر سیموئل ہور نے چودھری صاحب موصوف کی ان خدمات کو جو انہوں نے گول میز کانفرنس اور سلیکٹ کمیٹی میں سرانجام دیں خراج تحسین ادا کرتے ہوئے کہا کہ انہیں یقین ہے کہ ہندوستان میں چودھری صاحب کا مستقبل نہایت شاندار ہے اور وہ دولت برطانیہ کے ہمیشہ مخلص دوست رہیں گے"[4]

گول میز کانفرنسوں کے بعد قائد اعظمؒ نے انگلستان میں جلاوطنی کی زندگی گزارنے کی ٹھانی، سید زین العابدین ولی اللہ شاہ قادیانی نے لکھا ہے کہ قائد اعظمؒ کو انگلستان سے واپس بلوانے میں مرزا محمود کی کوششوں کو دخل ہے[5] قادیانی ہماری داستان حریت

---

[1] ملاحظہ ہو مارشل لاء سے مارشل لاء تک، از نور محمد
[2] ملاحظہ ہو تقریر اساس الاتحاد، ضیاء السلام پریس قادیان، ۱۹۲۴ء
[3] قائد اعظم، جی الانا صفحہ ۳۰۷
[4] الفضل قادیان، ۲۴ جولائی ۱۹۳۴ء
[5] الفضل لاہور ۷ دسمبر ۱۹۴۹ء

کے خلاف جو سازشیں کر رہے ہیں یہ اس کی ایک کڑی ہے حقیقت یہ ہے کہ برطانوی قادیانی مشترکہ سازش سے قائداعظمؒ بددل ہوئے اور قائد ملت لیاقت علی خان مرحوم کے اصرار پر واپس آئے [۱] لیکن قادیانی مبلغ نے کس ڈھٹائی سے اس واقعہ کو اپنے حق میں استعمال کرنے کا کھڑاگ رچایا ہے اور اس کی بنیاد یہ قرار دی ہے کہ قائداعظمؒ نے انگلستان میں عید الاضحیٰ کی نماز قادیانیوں کی مسجد میں ادا کی اور ہندوستان کے بارے میں ایک تقریر کی ۔ ابھی تو بیگم رعنا لیاقت علی بفضل تعالیٰ موجود ہیں جو اس مسخ کاری سے پردہ اٹھا سکتی ہیں

۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی قادیانیوں نے اپنے سامراجی آقاؤں کے لئے دامے، درمے، قدمے، سخنے، ہر قسم کی خدمت انجام دی، ۲۲ مارچ ۱۹۴۲ء کو سر کرپس ہندوستان میں بعض تجاویز لے کر آئے، کانگرس نے آزادی کے مطالبہ میں تشدد اختیار کی سوبھاش چندر بوس نے ایک فارورڈ بلاک بنا کر جاپانیوں سے ساز باز شروع کی۔ قائداعظمؒ کی سرپرستی میں مسلم لیگ نے مطالبہ پاکستان کا خوب پرچار کیا اور قائداعظمؒ کی بے لوث کوششوں سے یہ مطالبہ ایک تابندہ حقیقت بن کر دنیا کے سامنے ابھرنے لگا، ادھر ۱۹۴۴ء کے لگ بھگ قادیانیوں نے بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے مطالبہ کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ قادیانی مبلغ مولوی جلال الدین شمس نے ۴۳ ملروز روڈ لندن سے ایک پمفلٹ " دی ہیڈ آف احمدیہ موومنٹ " شائع کیا جو سر ظفر اللہ کا تصنیف کردہ تھا آپ اس وقت فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج تھے، اس پمفلٹ میں مرزا محمود کی شخصیت اور ان کے نظریات پر روشنی ڈالی گئی تھی، اس پمفلٹ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی بین الاقوامی سطح پر اکھنڈ بھارت کا پرچار کر رہے تھے یہ پمفلٹ اس کا بیّن ثبوت مہیا کرتا ہے۔ برطانوی دارالامراء، دارالعلوم کے ممبران اور چیدہ چیدہ برطانوی افسروں کے علاوہ یورپ کے کئی علاقوں میں اس پمفلٹ کی تشہیر کی گئی جس سے عیاں ہوتا ہے کہ قادیانی بڑے منظم طریقے سے پاکستان کے قیام کی مخالفت میں مصروف تھے، سر ظفر اللہ لکھتے ہیں:۔

---

[۱] قائداعظمؒ کے سوانح، از ہیکٹر بالیتھو

"He (Mirza Bashir-ud-din Qadiani Khalifa II) believes that India will attain its political, economic and moral salvation through Islam and is therefore not a believer in any sectional scheme of Pakistan. He believes that in the end the whole of India will be Pakistan and therefore also AKKHAND HINDUSTAN. He considers that the controversy to which these too conceptions have given rise will serve merely to prolong India's subjection to Britian."

(The Head of the Ahmadiyah Movment by Sir Mohammad Zafarullah Khan, Baker and witt Ltd. Standen Rl. Southfields, S.W. 18, London, P.26

اس تلخ حقیقت کا ذکر سر ظفر اللہ نے اپنی خود نوشت سوانح "تحدیث نعمت" میں نہیں، اس کے علاوہ اس کتاب میں اور بھی بہت سی سامراج پرور اور پاکستان دشمن کاروائیوں کا بلیک آؤٹ کر دیا ہے، قیام پاکستان کے آخری سالوں میں مرزا محمود مسلمانوں کی الگ ریاست کے قیام کے سخت مخالف تھے، ۱۱ جون ۱۹۴۴ء کو آپ نے اپنی مجلس میں کہا "پاکستان اور آزاد مملکت کا مطالبہ ہندوستان کی غلامی کو مضبوط کرنے والی زنجیریں ہیں[۱]" ۱۹۴۵ء میں آپ نے ایک سوال کے جواب میں بڑی دل چسپ بات کہی جس سے آپ کی سامراج نوازی اور مسلم دشمنی مترشح ہے۔ یہ ایک صاحب کے اس سوال کے جواب میں تھا کہ انگریزوں کی سلطنت کی حفاظت اور جنگِ عظیم دوم میں ان کی کامیابی

---

[۱] عدالتی بیان امام جماعت احمدیہ

کے لیے حضرت مسیح موعود اور آپ (مرزا محمود) دعائیں کرتے ہیں حالانکہ انگریز مسلمان نہیں، اس پر آپ نے فرمایا :۔

"اس سوال کا جواب قرآن میں موجود ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نظارے دکھائے گئے ان میں ایک یہ تھا کہ گری ہوئی دیوار بنا دی گئی جس کی وجہ بعد میں یہ بیان کی گئی کہ اس کے نیچے خزانہ تھا جس کے مالک چھوٹے بچے تھے دیوار اس لئے بنا دی گئی کہ ان سڑکوں کے بڑے ہونے تک خزانہ اور کسی کے ہاتھ نہ لگے اور ان کے لئے محفوظ رہے، دراصل حضرت مسیح موعود کی جماعت کے متعلق پیش گوئی ہے جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی اس وقت تک ضروری ہے اس دیوار (انگریز کی حکومت ناقل) کو قائم رکھا جائے تاکہ یہ نظام کسی ایسی طاقت کے قبضہ میں نہ چلا جائے جو احمدیت کے مفادات کیلئے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو جب جماعت میں قابلیت پیدا ہو جائے گی اس وقت نظام اس کے ہاتھ میں آجائیگا، یہ وجہ ہے کہ انگریزوں کی حکومت کے لئے دعا کرتے اور ان کی فتح حاصل کرنے میں مدد دینے کی" لہ

۱۴ جون ۱۹۴۵ء کو لارڈ ویول نے آزادی کا ایک فارمولا پیش کیا جس کے مطابق شملہ میں ایک کانفرنس کا انعقاد ہونا تھا تاکہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کو از سر نو منظم کیا جا سکے لیکن یہ منصوبہ مسترد کر دیا گیا اس کے برعکس ویول پلان کا قادیانیوں نے پرزور خیر مقدم کیا اور مرزا محمود نے یہاں تک کہہ دیا کہ :۔

"میں میرے نزدیک ہندوستان کا اس پیش کش کو قبول کرنا انگریزوں سے صلح کرنا نہیں بلکہ اپنے آپ پر اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں پر احسانِ عظیم کرنا ہے" ؎۲

شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد مرکزی اور صوبائی آئین ساز مجالس کے انتخابات کا اعلان

لہ الفضل قادیان، ۳ جنوری ۱۹۴۵ء

؎۲ تاریخ احمدیت جلد دہم، مؤلفہ دوست محمد شاہد قادیانی، (ربوہ) صفحہ ۲۶۳

کیا گیا تاکہ ہر جماعت کی حیثیت متعین کی جاسکے، مسلم لیگ بڑی تیزی سے مقبول ہو رہی تھی، مرزا محمود نے الیکشن کے بارے میں منافقانہ طرز عمل اختیار کیا، بظاہر مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا گیا لیکن اکثر علاقوں میں غیر لیگی نمائندوں کو ووٹ دیئے گئے اور ابھی تک مرزا محمود پاکستان کے مخالف اور اکھنڈ بھارت کے موید تھے فرماتے ہیں :-

پس اس وقت سے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جب تک یہ صورت حالات نہ بدلے ہمیں مسلم لیگ یا مسلم لیگ کی پالیسی کی تائید کرنی چاہیئے، گو ہم دل سے پہلے بھی ایسے اکھنڈ ہندوستان ہی کے قائل تھے جس میں مسلمان کا پاکستان اور ہندو کا ہندوستان برضا و رغبت شامل ہوں اور اب بھی ہمارا یہی عقیدہ ہے [1]

۲۵ مارچ ۱۹۴۶ء کو کیبنٹ مشن دلی پہنچا، کانگرس اور لیگ سے مذاکرات کئے جو ناکام ہوئے، ۱۶ مئی ۱۹۴۶ء کو مشن کے اراکین نے اپنی تجاویز پیش کیں جن کے مطابق ہندوستان کو تین علاقوں میں گروپ کرنا تھا مشن نے مطالبہ پاکستان پر بہت سے اعتراضات کئے اور اسے ناقابل عمل بتایا، مرزا محمود نے ایک مضمون "پارلیمنٹری مشن اور ہندوستانیوں کا فرض" نامی تحریر کر کے مشن کو روانہ کیا اس میں ہندو مسلم اتحاد کا پرچار کیا گیا تھا، آپ فرماتے ہیں:-

"میں برٹش ایمپائر کے اصول کا دیرینہ مداح ہوں میرے نزدیک برطانوی ایمپائر کا اصول اس وقت تک کی قائم کردہ انٹرنیشنل لیگ یا یو۔این۔او سے بدرجہا بہتر ہے اس کی اصلاح کی تو ضرورت ہے لیکن اس کے حصہ داربننے کا نام غلامی رکھنا ایک جذباتی مظاہرہ تو کہلا سکتا ہے حقیقت نہیں کہلا سکتا مگر بہر حال ہندوستان کے مختلف حصوں کا باہمی تعاون اور ہندوستان کا برطانوی ایمپائر سے تعاون باہمی سمجھوتے پر مبنی ہونا چاہیئے۔" آگے کہتے ہیں :-

"میں اس امر کے حق میں ہوں کہ جس طرح ہو ہندوستان کے متحد

[1] تاریخ احمدیت جلد دہم

یہ کھنے کی کوشش کی جائے خواہ ہماری جدائی اصلی جدائی نہ ہو بلکہ جدائی اتحاد کا پیش خیمہ ہو" لـه

منیر رپورٹ میں بھی قادیانیوں کی پاکستان دشمنی کے بارے میں صاف تحریر کیا گیا ہے۔ اس تاریخی پس منظر اور قادیانیوں کے پاکستان میں ۲۵ سالہ استعمار نواز کردار کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ قادیانی پاکستان کی بقاء میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے انہوں نے گذشتہ سالوں میں جو شرمناک کردار ادا کیا ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں، قادیانی اپنے مقدس مقام قادیان کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے پاکستان کے وجود کو داؤ پر لگانے پر تلے ہوئے ہیں، پاکستان کے مسلمان اس وقت تاریخ کے ایک نازک دور سے گزر رہے ہیں، سامراجی اور صیہونی تخریب کار اپنے ازلی پٹھوؤں کی وساطت سے اس ملک عزیز کی سالمیت پر ضرب کاری لگا چکے ہیں اور اب کی نگاہیں اس بچے کھچے حصے پر ہیں، قادیانیوں کے دلوں پر مرزائیل کا قیام اور قادیان کی واپسی کا خیال چٹکیاں لے رہا ہے جس کا وہ بار بار ذکر کر چکے ہیں، الفضل نے ۱۹۵۰ء میں تحریر کیا تھا۔

"قادیان ایک شہر کا نام ہے اور ہماری انتہائی خواہش ہے کہ چونکہ وہ ہمارا مقدس مقام ہے، چونکہ اس کا ذرہ ذرہ ہمارے لئے پیغام زندگی رکھتا ہے وہ ہمارے قبضہ میں آجائے — زندہ قومیں اپنے مرکز کو بھلایا نہیں کرتیں اگر وہ ان کے ہاتھ سے نکل جائے تو وہ اس کو واپس لینے کیلئے اپنا انتہائی زور خرچ کر دیتی ہیں اور آخر اس طرح کامیاب ہوتی ہیں جس طرح مہاجرین صحابہ کرام مکہ معظمہ کو واپس لینے میں کامیاب ہو گئے تھے اس طرح ہمارا پختہ ارادہ اور کامل اعتقاد ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو ہم ایک نہ ایک دن ضرور قادیان واپس لیں گے ہم زمین کے پہاڑوں، دریاؤں، صحراؤں اور آسمان کے سورج، چاند اور ستاروں کے سامنے علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہم انشا اللہ جلد یا بدیر ضرور اپنے مقدس مقام کو پالیں گے خواہ کچھ بھی ہو" ـه ۲

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

ـه ۱ تاریخ احمدیت جلد دہم

ـه ۲ الفضل لاہور جلد $\frac{۳۸}{۴}$ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۲ ر جنوری ۱۹۵۰ء